جوابات سوالات کمیشن تعلیم

از طرف

انجمن ہمدردی اسلامی لاہور

ریمارک قبل اسکے کہ مین ان جوابات کو معرض نقل مین لاون اس بات کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ ان جوابات کو اسلام یا اہل اسلام سے کیا تعلق ہے اور خاصکر اس رسالہ اشاعۃ السنہ سے (جسکا کام صرف اشاعت سُنّت وحمایت اسلام ہے) کیا علاقہ ہے۔ اور اسکے اس رسالہ مین درج کرنیسے کیا غرض ہے۔ **کہین ایسا** نہو کہ ہم باوجود دعوی حمایت اسلام واشاعت سُنّت وہ کام کر رہے ہون جسکو اسلام سے تعلق نہ ہو اور ہمارے حال پر یہ بیت صادق آرہا ہو ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ۞ کین رہ کہ تو میروی بترکستانست۔

لہذا بگوش توجہ سُننا چاہئے کہ **بعض جوابات** تو ایسے ہین جنمین خاص تعلیم مذہب ہی سے بحث اور سرکار سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ سرکاری مدارس مین مسلمانون کے لڑکون کو اصول مذہبی (قرآن وحدیث) کی تعلیم دیجاوے۔ یا مسلمانون کے اُن مدارس کو (جنمین وہ مذہبی تعلیم دیتے ہین) روپیہ سے مدد دیجاوے (دیکھو جوابات نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۱۴ و ۱۴ و ۳۴ و ۳۹ وغیرہ) جنمین یہہ بات بتصریح لکھیگئی ہے اور اس سے بڑھکر اِس امر کی تصریح اس ضمیمہ رپورٹ انجمن ہمدردی میں ہوئی ہے جو بعد اختتام جوابات منقول ہوگا۔ نمبر ۳۹ مین تعلیم مذہبی کے ساتھہ اسکی تعمیل (نماز پڑھنی) کی اجازت کی بہی درخواست کی گئی ہے۔ **اِن جوابات** کا موید ومفید وعوام ہونا میرے نزدیک محتاج دلیل واثبات نہین۔ **بعض لوگون** کا یہہ خیال ہے کہ سرکاری مدارس مین مذہب اسلام کی تعلیم جاری ہونی یا اُن

مدارس کو جہان اس مذہب کی تعلیم ہوتی ہے مدد دینے کی درخواست اس امر کے درخواست کی موید ہے کہ ہندؤن اور عیسائیون کو بہی مدارس سرکاری مین مذہبی تعلیم دیجاوے یا انکے مذہبی مدارس کو روپیہ سے مدد دیجاوے اور یہہ امر منافی حمایت اسلام ہے۔

مگر یہہ خیال انجاب صحیح ہوسکتا ہے جبکہ ہندؤن اور عیسائیون کی مذہبی تعلیم یا معاونت تعلیم صرف انجمن کی اس درخواست کا نتیجہ ہو جسکی علامت یہ ہے کہ اگر یہہ انجمن یا کوئی اور مسلمان جماعت اس امر کی درخواست نہ کرے تو ہندؤن اور عیسائیون کی تعلیم یا معاونت تعلیم ملتوی رہے۔ اور جس حالت مین عیسائیون کو پہلی ہی سے مذہبی تعلیم پر مدد مل رہی ہے اور ہندؤن کو مذہبی تعلیم پر مدد دینے کو گورنمنٹ خود تیار ہے تو انجمن کی اس درخواست کا اسمین کیا دخل و اثر ہے۔

اگر انجمن اس خوف سے اہل اسلام کے لئے مذہبی تعلیم یا معاونت تعلیم کی درخواست نہ کرے یا اس تعلیم و معاونت تعلیم کی مخالف رائے دے تو اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کچھہ نہ ہوگا کہ صرف ہندؤن اور عیسائیون کو سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم دیجاوگی یا انکے مذہبی مدارس کو روپیہ سے مدد ملیگی۔ مسلمان اور اُن کے مذہبی مدارس ان دونون صورتون معاونت سے محروم رہینگے۔ اور یہہ امر جیسا کہ (مضر یا مفید) بحق اسلام ہے ظاہر ہے۔

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سرکاری مین مذہبی تعلیم مسلمانون کے لئے ہوئی بہی تو کیا ہوگی۔ مذہبی تعلیم اہل اسلام کے لئے تو اپنے ہی گہرون اور مسجدون مین اور اپنے ہی مقدس علماء سے مناسب ہے۔

یہ خیال بہی اُن لوگون کی نسبت تو صحیح ہے جنکو اپنے گہرون مین اور مسجدون مین اپنے علماء سے دینی و دنیوی تعلیم میسر و ممکن ہے۔ اور انکو سرکاری مدارس

کی کچھہ پرواہ نہین ہے - ایسے لوگون کو ہم یہی نہین کہتے کہ وہ سرکاری مدارس
مین جاوین اور وہان جاکر دین سیکھین -

مگر یہہ خیال ان لوگون کے حق مین غلط و زہر قاتل ہے جو مسجدون کا دروازہ
نہین دیکھتے اور گہر دن پر خدا کا نام نہین لیتے تو لد ہوتے ہی اے بی سی
کے سواے کچھہ نہین پڑہتے اور سرکاری سکولون کو قبلہ حاجات و کعبہ مرادات
دنیوی جانتے ہین - ایسے لوگون کے لئے اگر سرکاری سکولون مین بھی
مذہبی تعلیم کا بندوبست ہو تو پہر وہ مذہبی تعلیم کہان پاوینگے -

مانا کہ سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم جیسی چاہئے ویسی نہ ہوگی مگر مطلق نہ ہونیسے
جیسی ہو ویسی بہتر ہے مثل مشہور ہے "ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ" - جسکو ہندی والے
یون کہتے ہین - کچھہ نہ ہونیسے کچھہ ہونا بہتر ہے" اور انگریزی مین یون کہتے ہین
"سُم تھنگ اِز بٹر دین نہ تھنگ" - اور بعض جوابات ایسے ہین جنہین
مدارس مخالف اسلام پر نکتہ چینی کی گئی ہے (دیکھو جواب نمبر ۱۵ - ۱۹ - ۲۰
۲۴ - ۳۰ - ۵۷ - وغیرہ جنہین مشنری سکولون کے واقعی معائب و نقصانات
کا بیان ہے اور ان مدارس کی امداد کو کم کر دینا کی بابت رای دی گئی ہے
اور نمبر ۲۴ لغایت ۲۶ جنہین زنانہ مدارس سے مشنری لیڈیون کی مداخلت
کے برخلاف رائے دیگئی ہے اِن جوابات کا بہی مفید و موید اسلام ہونا محتاج
بیان و اثبات نہین ہے **اور بعض جوابات** ایسے ہین جنہین عام حالات
مدارس دیسی و سرکاری کا بیان ہے (جیسے جواب نمبر ۴ لغایت ۹ و نمبر ۱۱ - ۱۲
وغیرہ اکثر جوابات جنہین مدارس کے طلباء کی تعداد - انکی علوم مروجہ کی کیفیت
انکے طلباء کی لیاقت انکی مروج و مستعمل زبان کی حالت انکے نہاد و چلاؤ کی
صورت وغیرہ وغیرہ) یہہ جواب گو بظاہر تاریخی حالات ہین جو اسلام سے اجنبی

Something is better than nothing -

معلوم ہوتی ہین مگر درحقیقت یہہ سبھی جواب اسلام و اہل اسلام کے موید ہین -
بطور تمثیل ایک دو جوابات کا مفید اسلام ہونا بیان کیا جاتا ہے -

دیکھو جواب نمبر ۱ مین اُردو زبان کا مدارس مین قایم رکہنا بیان کیا گیا ہے جسمین بظاہر ایک ایسی چیز کی تائید ہے جو ہندو و مسلمانان سب مین مشترک و مساوی الاستعمال ہے مگر غور سے دیکہا جاوے تو اسمین اسلام و اہل اسلام کا زیادہ فایدہ منصور ہے - کیونکہ مسایل اسلام کا بہت سا حصہ اردو زبان مین پایا جاتا ہے جسکا رواج پنجاب مین سرکاری مدارس اور سرکاری عدالت کے سبب سے ہوا ہے - اور اگر سرکاری مدارس اور عدالتون سے اُردو زبان اُٹھ گئی تو چند سالون مین عام لوگون سے وہ حصہ اسلام بہی اُٹھ جاویگا اور عام لوگون مین بجز نجات المومنین دکہی روٹی کے (پنجابی زبان مین چہوٹے چہوٹے رسایل مین جنمین نماز و طہارت کے مسایل ہین) کچہہ جاننے والا نظر نہ آویگا - ایسا ہی اور بلاد کا حال ہے جہان اُردو زبان روزمرہ کی عام زبان نہین ہے - اور مسلمانون مین اکثر لوگون کا ٹکڑا کا کہانا بہی اسی اُردو کے ذریعہ سے ہے - اور اگر اُردو سرکاری مدارس اور عدالتون سے اُٹہا یا گیا تو مسلمانون کو ایک عرصہ دراز تک (جبتک کہ وہ ہندی یا مہاجنی یا لنڈے نہ سیکہین) بہیکہہ مانگنی پڑیگی - اب بتاؤ اس اُردو کو قایم رکہنے کی بابت رائے دینا اسلام و اہل اسلام کے لئے مفید ہے یا نہین - رہا یہہ کہ اسمین اُن ہندوٴن کا بہی فایدہ ہے جو اُردو کے ذریعہ سے معیشت چلاتے ہین سو فایدہ اہل اسلام کے منافی نہین - اسلام مین یہہ بخل نہین کہ بات وہی کہے جسمین اپنا فایدہ ہو اور دونکو اسکا نفع نہ پہنچے -

نمبر ۲ و ۷ و ۱۶ لغایت ۱۹ و ۳۲ و ۳۳ لغایت ۳۸ مین موجودہ مدارس سرکاری سے سرکار کا اہتمام اُٹہائے جانے اور اُنکا اہتمام دیسی اشخاص کے سپرد ہونے

اور دیسیون کو اختیارات کامل عطا ہونے اور دیسی مدارس کے لئے شروط امداد کو ہلکا کرنیکی بابت رائے دیگئی ہے جو ایک صرف مسجد نشین مولوی صاحب یا حجرہ نشین صوفی صاحب کو کچہری والون کی گپ معلوم ہوتی ہے مگر اسمین اسلام واہل اسلام کی کمال خیر خواہی ودوست گیری پائی جاتی ہے -

اسکا حال ذرا گوش ہوش سے تعصب وخود پسندی کی روئی نکالکر سنئین تو معلوم ہو کہ ان باتون کی استفسار وبحث سے سرکار کی کیا غرض ہی ہے اور انکا اثر ونتیجہ کس قوم کی کامیابی ونامرادی ہے - اور انجمن ہمدردی کو ان جوابات سے کیا مدنظر - پس واضح ہو کہ **کمیشن** تعلیم کے قایم ہونیسے **غرض** وعلت غائی یہہ ہے کہ سرکار اعلی تعلیم سے سبکدوش ہوجاوے اور اسکا بوجہہ اورون کی گردن پر ڈالے - جیسا کہ ولایت یوروپ مین دستور ہے - **اور مراسلہ** کورٹ آف ڈایریکٹرز کا (جو ۱۸۵۴ مین ڈسپیچ ہوا تہا) عین یہی منشاء ہے اسی دستور کے جاری کرنے اور اسی منشاء کے پورا کرنے کو یہہ کمیشن تعلیم قایم ہوئی ہے اور وہ ان باتون کے استفسار سے یہہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ آیا دیسی لوگ اس بوجہہ کے اوٹہانے کے لایق ہوئی یا آیندہ کسی طرح سے ہوسکتے ہین یا نہین ؟ - **اسکے جواب** مین جو کچہہ کسی کے سمجہہ مین آیا اس نے کہا - بعض **انجمنون** اور خاص اشخاص نے یہہ کہا ہے کہ ابہی ملک اس بوجہہ کے اٹہانے لایق نہین ہوا - سرکار اس بوجہہ سے سبکدوش ہونیکا قصدنہ کرے اور اعلی تعلیم کے اہتمام سے دست بردار نہوجائے - ان لوگون نے یہہ خیال کرلیا ہے کہ ہم اس بوجہہ کے اٹہانے سے انکار کرین گے تو سرکار نخواہ نخواہ اسکی متحمل رہیگی اس سے سبکدوش نہ ہوگی اور مضمون مراسلہ ۱۸۵۴ و غرض کمیشن تعلیم کو سوچکر یہہ نہ سمجہا کہ یہہ سبکدوشی تو عین مدعا سرکار ہے ہم یہہ بوجہہ نہ اوٹہاوینگے - تو سرکار اس بوجہہ کو غیر دیسی اشخاص (پادری لوگ

حقیقتی سے اسکے متحمل ہونیکو مستعد وتیار ہین) کے سر پر رکہدی گی -

انجمن ہمدردی نے اس غرض ومنشاء کمیشن ومراسلہ کو پاکر یہہ جواب دیا ہے کہ اگرچہ بالفعل اور دم نقد ملک کی ایسی حالت نہین ہے مگر دیسی اشخاص مین اس بوجہ اٹہانیکی صلاحیت ولیاقت موجود ہے - اگر سرکار انکو روپیہ سے کافی مدد دی اور اختیارات کامل یورپین اشخاص کیطرح عطا کیے تو وہ اس بوجہ کے متحمل ہونیکو طیار ہین -

اس غرض ومنشاء کو ادہر پادری لوگ (حضرات پادری) ہی تاڑ گئے اور اعلی تعلیم کا بوجہ اٹہانیکو آموجود ہوے - انکی تعلیم مین ایک مذہبی تعلیم کا جزو لازمی ہونا انکی مراد کا ستد راہ تہا یا رون نے اسکو یون اٹہایا کہ مذہبی تعلیم کو غیر لازمی (اختیاری) کردیا -

پس اگر سرکار نے مضمون مراسلہ متذکرہ کو پورا عمل مین لانا اور اعلی تعلیم سے سبکدوش ہوجانا چاہا اور ادہر دیسی لوگون مین سے کسی نے اس تعلیم کا توجہہ اٹہایا تو سب کچہہ بنا بنایا کیا کرایا پادریون کے ہاتہہ آئیگا - جسمین بیچارہ ان مسلمانون کا جو اعلی تعلیم کے طالب ہین گلا تو بغیر چہری کٹ جائیگا کیونکہ اگر اونہون نے اعلی تعلیم کے طمع سے مشنری سکولون مین قدم ڈالا تو انکو خواہ مخواہ عیسائی یا صاف عیسائی ہونا پڑیگا - اسلئے کہ گو وہان بظاہر مذہبی تعلیم لازمی نہ ہوگی مگر باطنی کششین (انعام ومزید کوشش واہتمام تعلیم) ایسے لگی رہینگی جس سے وہ اختیاری ہی لازمی سے بڑہکر اثر پیدا کریگی -

اور اگر اونکو مذہبی خیال سے مشنری سکولون سے نفرت رہی تو اور جگہہ انکو اعلی تعلیم میسر نہ ہوگی جس سے انکی حالت افلاس وابتری روز بروز بڑہتی جائیگی -

اور اگر انجمن ہمدردی کی رائے نے گورنمنٹ اور دیسی اشخاص پر اثر کیا اور درصورت دست برداری سرکار کی اعلی تعلیم سے اس تعلیم کا بوجہہ دیسی اشخاص نے اپنے ذمہ لیلیا اور گورنمنٹ نے انکو اس اہتمام وانصرام کے لئے کافی روپیہ دیکر پورا خود مختار بنادیا

تو اسکا نفع اہل اسلام بلکہ تمام ملک کو پہنچیگا اس سے سمجھہ لینا چاہیے کہ یہہ رائے انجمن ہمدردی کی کچہری والون کی گپ ہے یا سراسر مسلمانون اور ملک کی خیر خواہی ۔

شاید کوئی سوال کرے کہ اعلی تعلیم کی مسلمانون کو ضرورت ہی کیا ہے اسکے حاصل کرنیکو نہ وہ مشنری سکولون مین جانیکی حاجت رکھتے ہین نہ اور کہین اسکی تلاش کے محتاج ہین اگر اعلی تعلیم کو مشنریون نے سنبھال لیا تو کیا ہوا اور اگر کہین بھی اسکا نام ونشان نہ رہا تو کیا ہوا ۔ **اسکا جواب** یہہ ہے کہ جو مسلمان اعلی تعلیم مدارس سرکاری کے محتاج وطالب نہین انکی نسبت تو ہمنے بھی اس تعلیم کو ضروری نہین ٹھہرایا اور نہ اس تعلیم کی نقل تحریل مین انکا ضرر بتایا ہے ۔ ہمنے تو ان ہی لوگون کے حق مین اسکا ضرر بتایا ہے کہ جو اس تعلیم کے طالب ہین اور ان ہی کے ضرر کا لحاظ وعلاج کیا ہے ۔

اب یہہ دیکھنا ضروری ہے کہ تعلیم کے شایق مسلمانون مین اس تعلیم کے طالب زیادہ ہین یا غیر طالب زیادہ ۔ جہانتک ہمکو غور ونظر ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلیم کے طالب زیادہ ہین ۔ لہذا ان لوگون کے نقصان کا لحاظ ضروری ہے ۔

شاید کوئی **اسپر** بھی یہہ **اعتراض** کرے کہ جو اس تعلیم کے طالب ہین وہ خطا پر ہین پس انکی خطا مین اعانت وموافقت کیا ضرور ہے ۔ اسکا جواب ذیل مین بحث تعلیم انگریزی کے ضمن مین معروض ہے ۔

اور **بعض جوابات** ایسے ہین جنمین ملک کے لئے عموماً اور مسلمانون کے لئے خصوصاً دنیوی عزت ورفاہیت کے وسایل واسباب بہم پہنچانیکی تائید کیگئی ہے (دیکھو جواب نمبر ۳۴ و ۷۴ جنمین عموماً انگریزی زبان کی تعلیم کو وسعت دینے کی درخواست کی گئی ہے ۔ اور نمبر ۷۲ وغیرہ جنمین خصوصاً مسلمانون کے لئے انگریزی کا خاص انتظام کرنے کی درخواست ہے)

اِن جوابات کا مفید اہل اسلام ہونا ہی ظاہر ہے - محتاج بیان نہین ہے مگر رفع اشتباہ نا واقفون یا متعصبون کے لیئے اسمین کیقدر بحث ضروری معلوم ہوتی ہے

بعض لوگون (متعصب مولویون یا جاہل صوفیون) کا یہہ **خیال و مقال** ہے کہ انگریزی پڑہنی گناہ ہے - پہر اس انگریزی کے ذریعہ سے نوکریان کرنا اور دُنیا مین عزت و ترقی پیدا کرنا اور بہی سخت گناہ ہے - مسلمانون کو چاہیئے کہ صرف دینی علوم پڑہین - اور علم پڑہکر خدا کی یاد و عبادت مین لگے رہین نہ کسب کرین نہ تجارت کرین نہ نوکریون کی بلامین پڑین - پس جو شخص یا جو کوئی جماعت مسلمانون کے لئے انگریزی پڑہنے اور دنیاوی ترقی مین کوشش کرنیکے لئے یہہ سامان مہیا کرتے ہین وہ انکے بدخواہ ہین جو انکو بلاؤن مین پہنساتے ہین خیرخواہ ہرگز ہرگز نہین ہین -

اِس خیال و مقال کے دو جواب ہین **اول** یہہ کہ (جو بادی الرائے مین ہے) کہ اِس انجمن نے اُن لوگون کے لئے انگریزی پڑہنی اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و رفاہیت حاصل کرنیکی تجویز و تائید نہین کی جو دینی علوم پڑہتے پڑہاتے ہین اور رات دن **قال اللہ قال الرسول** اور خدا کے ذکر و یاد مین مصروف ہین نہ انکو تجارت سے کام ہے نہ نوکری سے تعلق ہے وہ خدا کے کام مین لگے ہوئے ہین خدا انکے کام اورون سے کرا دیتا ہے اور انکی پکوائی بہجوا دیتا ہے - **بلکہ** یہہ تجویز و تائید اُن لوگون کے لئے ہے جنکی ہمت رات دن دنیا و اسباب دنیا کیطرف لگی رہتی ہے - اُن لوگون کو انجمن ہمدردی نے یہہ تجویز بتائی (اور اسی تجویز کی تائید کی ہے) کہ وہ لوگ دُنیا ہی کے طالب ہین تو اس دنیا کو ذلیل طور پر اور ذلیل ہوکر حاصل نہ کرے بلکہ ایسے طور سے حاصل کرین جسمین وہ خود ہی آسایش و عزت سے عمر بسر کرین اور اپنی اور ابنائے جنس (خصوصًا ان

مولوی صاحبان و صوفی صاحبان اہل توکل) سے بہی سلوک کر سکیں۔
دو روپیہ ماہوار کی سائیسی یا پانچ روپیہ کی چپراس کی نوکری یا دس روپیہ کی منشی گری
پر اکتفا نہ کر بیٹھیں بلکہ انگریزی علوم (جسکی اسوقت دنیا میں قدر و منزلت ہے)
حاصل کر کے سو دو سو روپیہ کی ملازمت شروع جسمین ظلم و معصیت کی صریح مخالفت
نہو حاصل کرین جس سے وہ عمدہ عمدہ کام کر سکتے ہین۔

دوسرا جواب (جو نظر غایہ سے پیدا ہوا ہے) یہہ ہے کہ اگر سوائے ان طالبان دُنیا کے اور لوگون کو بہی انگریزی پڑہنی اور اس انگریزی کے ذریعہ دُنیا دی عزت و رفعت حاصل کرنیکی رغبت دلائی جاوے تو اسمین بہی گناہ خواہ مخواہ دامنگیر نہین ہوتا، بلکہ اسمین ثواب اخروی و رضاء الہی کا حصول بہی ممکن و متوقع ہے۔

مسلمان کے لئے انگریزی زبان کے پڑہنے یا سیکہنے یا بولنے کی ممانعت شرع مین کہین وارد نہین ہے اور نہ اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

اگر مانعین کے خیال مین ممانعت کی وجہ یہہ ہے کہ یہہ کافرون کی زبان ہے تو یہہ وجہ محض فضول ہے کیونکہ اس سے یہہ لازم آتا ہے آتا ہے کہ ہندی اور فارسی بلکہ عربی پڑہنی اور سیکہنی بہی منع ہو جاوے اسلئے کہ ہندی دراصل ہندوؤن کی زبان ہے۔ فارسی پارسی آتش پرستون کی۔ مسلمانون کے استعمال مین یہ دونو زبانین پیچھے کر آئی ہین۔

عربی زبان بہی اگرچہ آنحضرتؐ کی زمانہ نبوت و بعثت کے بعد مسلمانون کے استعمال مین آئی ہے مگر پہلے تو وہ بہی کافرون (ابو جہل و ابولہب) کی زبان تہی۔ ان لوگون کا یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا تعالی اپنی مقدس کلام (قرآن مجید) کو اس عربی زبان مین جسکو کافر بولتے تہے نازل نہ فرماتا۔

قرآن پر کیا حصر ہے سبہی کتابین آسمانی ہر ایک نبی پر اس زبان مین نازل ہوئی ہین

جو اس نبی کی قوم کی (کافر ہی کیون نہو) زبان ہتی چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا ہے

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم - ابراہیم ع ۱	ہمنے کوئی رسول نہین بہیجا مگر اسکی قوم کی زبان کے ساتہہ تاکہ وہ ان کے پاس

ہماری وحی و احکام بیان کرے - خدا تعالی کا یہہ فرمانا اور قرآن وغیرہ کتب کا ہر قوم کی زبان مین اتارنا اس بات پر کامل اور روشن دلیل ہے کہ کسی زبان کو (کافرون کی کیون نہ ہو) استعمال مین لانا گناہ نہین ہے - انحضرت ؐ کے حکم و عمل کو دیکہا جاوے تو اس سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ غیر مذہب والون کی زبان سیکہنی منع نہین ہے -

صحیح بخاری مین بطور تعلیق - اور تاریخ بخاری مین باسند زید بن ثابت

عن زید بن ثابت ان النبی صلعم امرہ ان یتعلم کتاب الیهود حتی کتبت للنبی صلعم کتبه واقرئته کتبهم - (بخاری صفحہ ۱۰۶۸)	سے روایت ہی کہ انحضرت نے انکو حکم دیا کہ یہودیکی خط وکتابت سیکہ لین وہ کہتے ہین مینے سیکہ لی یہانتک کہ مین انحضرت کو یہودیون کے لئے خط لکہہ دیتا اور انکے خط پڑہ سناتا -

اور اگر سبہی لغات اور زبانون کا واضع (بنانے والا) خدا تعالی کو تسلیم کیا جاوے چنانچہ شیخ ابوالحسن اشعری کا قول ہے - جو کتب اصول و تفاسیر مین منقول ہے

وعلم آدم الاسماء کلها (بقرہ ع ۴) ومن اٰیته خلق السموت والارض واختلاف السنتکم والوانکم (روم ع ۳) (القول الثانی) وهو المشهور ان المراد اسماء کل ما خلق الله من اجناس المحدثات من جمیع اللغات المختلفة اللتی	اور ان آیات قرآن کا کہ خدا تعالی نے آدم کو ساری چیزون کے نام سکہائے اور تمہاری زبانون اور رنگون کا اختلاف خدا تعالی کی نشانیون سے ہے ہی اسیطرف اشارہ ہے چنانچہ امام الرازی نے تفسیر کبیر مین بہی پہلی آیۃ کی تفسیر مین کہا ہے کہ خدا تعالی نے

یتکلم بها ولدا دمالیوم من العربیة	نے آدم علیہ السلام کو عربی فارسی رومی وغیرہ
والفارسیة والرومیة وغیرها وکان ولد	لغات سکہا دئے جو اسوقت آدم کی اولاد
آدم علیہ السلام یتکلمون بهذه اللغات	ان سب لغات کو استعمال کرتے ہین جب
فلما مات آدم وتفرق ولده فی نواحی	آدم علیہ السلام فوت ہوئے تو اولاد آدم
العالم تکلم کل واحد منهم بلغة	اطراف عالم مین متفرق ہوگئے۔ پس وہ
معینة من تلک اللغات فغلب	ان نواح مین ایک ایک زبان بولنے لگے
علیه ذلک اللسان فلما طالت	جب ان پر ایک زبان غالب ہوگئی اور اسمین
المدت ومات منهم قرن	ایک مدت گذر گئی اور اسمین کئی پشتین فوت
بعد قرن نسوا سائر اللغات	ہوگئین تو انکو اور بہت زبانین بہول گئین
فهذا هو السبب فی تغیر الالسنة	اور اپنی کتاب **محصول** مین دوسری
فی ولد آدم علیہ السلام (تفسیر کبیر)	آیتہ کو مذہب شیخ ابو الحسن کے تائید مین
وثانیها قوله تعالی ومن اٰیته خلق	نقل کرکے کہا ہے کہ اس سے زبانون کی
السموات والارض واختلاف	اختلاف ترکیب مراد نہین ہے۔ یہ ترکیب
السنتکم والوانکم ولا یجوز ان	زبانون کے سواے اور چیزون مین بڑہکر
یکون المراد منه اختلاف تالیفات	پائی جاتی ہے۔ پہر زبان کی تخصیص سے
الالسنة ومن کیفیاتها فی ذلک فی	کیا فایدہ۔ پس یہی بات رہی کہ اس سے
غیر الالسن اجمع واکمل فلا یفید تخصیص	بولیون کے اختلاف مراد ہین۔ **تو اس**
الالسن بالذکر فبقی ان یکون المراد	صورت مین آسانی سے جہگڑا اسطے ہوتا ہے
لمهات فی اللغات (محصول الرازی)	کیونکہ اس تقدیر پہ یہی زبانین خدا کی زبانین

ہوئین۔ پہر اسکے نبی اور صفی آدم علیہ السلام کین۔ کسی کافر کے کفر کا اسمین دخل نہ ہوا —

اس بیان سے (یقین ہے) ناظرین کو ثابت ہوگا کہ انگریزی زبان سیکھنے کی شرع مین کوئی ممانعت نہین ہے۔ انگریزی اس حکم جواز تعلم مین بعینہ ایسی ہے جیسے کہ ہندی وفارسی وعربی۔ **رہا یہہ امر** کہ ان زبانون مین ترجیح وفضیلت کس زبان کو ہے سو حسب اختلاف اغراض مختلف حکم رکہتا ہے۔ **اخروی** اغراض کی نظر سے مسلمانون کے لئے عربی زبان افضل ہے کیونکہ انکے دینیات انکی عبادات عربی زبان مین ہین۔ انکی کتاب مقدس انکے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہی زبان ہے۔ اس سے مسلمانون کے دینیات وعبادات کے لئے تو عربی کی ضرورت ثابت ہی ہے۔ اور اگر وہ باہمی بول چال روزمرہ مین بہی عربی زبان ہی کو استعمال کرین تو یہ بہی اخروی ثواب سے خالی نہین۔ کیونکہ اسمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی ومشابہت پائی جاتی ہے۔ اور دنیوی اغراض کی نظر سے ہر ایک کو عام کارروائیون کے لئے اسکی مادری زبان افضل ہے اور حاکمون اعلی درجہ کی نوکریان اور دنیاوی عزت حاصل کرنیکے لئے آجکل انگریزی زبان ہی افضل ہے جو بادشاہ وقت کی زبان ہے۔ **ہان** بعض انگریزی کتابون کے مضامین ایسے فلسفیانہ وملحدانہ ہوتے ہین جنسے لوگون کے عقائد مسلمہ خراب ہوجاتے ہین **یہی وجہ** ہے کہ اکثر لوگ جو انگریزی پڑہتے ہین پابندی مذہب چہوڑدیتے ہین **مگر اسکا** علاج یہ نہین کہ انگریزی پڑہنے سے لوگون کو منع کیا جاوے یہہ علاج **تب** کارگر ہوسکتا ہے جبکہ انگریزی کے متعلق لوگون کے غرض دنیاوی نہ ہوا ور منع کرنیسے انکا انگریزی پڑہنا متوقع ہو۔ **بلکہ** اسکا علاج یہہ ہے کہ اس انگریزی کے ساتہہ مذہبی تعلیم کو بہی شامل کردین اور ان لوگون کے لئے جو انگریزی پڑہنا چاہین مذہبی تعلیم

کے اسباب و وسایل بہم پہنچاوین - جنکے ذریعہ سے انکے عقاید خراب ہونے سے بچ سکین - چنانچہ انجمن ہمدردی نے اپنے جوابات اور ضمیمہ رپورٹ مین اسی پر زور دیا ہے - اور گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ سرکاری مدارس مین بھی اول گھنٹہ مذہبی تعلیم ہوا کرے اور ان مدارس کو جو مذہبی تعلیم کے لئے مخصوص ہین روپیہ سے مدد دیجاوے - اس علاج کے عمل مین لانیسے لوگون کو اپنا مطلب دنیاوی بھی ہاتھ آئیگا اور انکا ایمان بھی ہاتھ سے نہ جاویگا - **اسکی مثال** (یا نظیر) یہہ ہے جو پچھلے زمانہ کے علماء اسلام نے علم منطق و فلسفہ کے (جسمین عقاید اسلام کے صریح مخالف عقاید مین جیسے عالم کا قدیم ہونا - آسمان کا خرق والتیام محال ہونا - آسمان کا متحرک رہنا - جسم کا ہیولی اور صورت سے مرکب ہونا وغیرہ وغیرہ) ضرر کا علاج کیا ہے - جب ان علوم کو عقاید اسلام نے مخالف پایا اور ان کو چھوڑ دینا مناسب وقت نہ دیکھا یا لوگون سے انکا چھوٹنا ناممکن سمجھا تو اسکے ساتھ ساتھ کتب عقاید و کلام کا پڑھنا شروع کر دیا اور اسمین ان عقاید کے برخلاف عقاید اسلام کو مدلل اور مؤید کر دیا **اگرچہ** پہلے علماء نے اسکا علاج یہہ کیا ہے کہ منطق و فلسفہ پڑھنے سے منع کیا بلکہ اسکے ساتھ ہی علم کلام و عقاید سے بھی روکا (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱و۲ جلد اول مین اسکی تفصیل ہو چکی ہے - **مگر** اکثر بلاد و اقالیم مین اسپر عمل درآمد نہین ہوا - ابتداء سے اسوقت تک ہندوستان بھر کا یہی حال رہا ہے کہ بڑے بڑے مدارس اور نامی شہرون (دیوبند - دہلی - سہارنپور - لکھنو وغیرہ) مین کتب فلسفہ یونانی (میبذی صدرا وغیرہ) بھی پڑھائی جاتی ہین اور اسکے ساتھ شرح عقاید و خیالی کا بھی درس ہوتا ہے -

یہہ کوئی نہین کرتا کہ منطق کو بالکل موقوف کر دے - یہی علاج ضرر انگریزی کا کرنا چاہئیے جو لوگ انگریزی پڑھنا چاہین انکو مذہبی تعلیم مین پختہ کیا جاوے وہ اپنے

مذہب سے واقف ہوکر ضرر عقاید باطلہ کتب انگریزی سے بچ جاوینگے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت اور معزز نوکریاں بہی حاصل کرینگے

اسمین اُن لوگون کا یہہ خیال کہ نوکریان و دُنیاوی عزت حاصل کرنا گناہ ہے اور ہر ایک کو بجز ذکر و عبادت اور کوی کام کرنا جایز نہین ہے سراسر جہالت کا نتیجہ ہے جسپر کوئی شہادت و دلالت کتاب و سنت و آثار سلف امتہ مین پائی نہین جاتے -

ایسے ہی جاہلانہ خیالات والے لوگون کے ہاتہہ سے دین اسلام اس درجہ ضعف و غربت کو پہنچا ہے - انہی حضرات کے اغوا سے اہل اسلام کی ایسی حالت ذلت و افلاس ہو رہی ہے جسکی بیان کی ضرورت نہین - **الحق** یہہ لوگ باوجود دعوی دوستی و خیرخواہی اسلام اسلام کے سخت دشمن ہین اور کیون نہ ہون **مثل مشہور** ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے بدتر و زیادہ تر ضرر رسان ہوتا ہے -

انہی لوگون کے یمن و برکت سے مسلمان ایسی حالت کو پہنچ گئے ہین کہ اپنا کوئی قومی کام اشاعت دین اسلام بے دغدغہ نہین کرسکتے - قومی کیا شخصی کامون مین بہی عاجز اور درماندہ ہین **ایک ہندو** یا عیسائی صداقت و حقانیت دین اسلام دیکہکر مسلمان ہو جاتا ہے تو اس خاص شخص کے لئے کوئی کفالت معاش چند روزہ (جنمین وہ مسایل دین اسلام سے بخوبی واقف ہو جاوے) نہین کرسکتا - **ایک رسالہ** یا کتاب اسلام کی تائید مین کوئی چہپوانا چاہے تو دربدر بہیک مانگتا پہرتا ہے کوئی کوڑی ہاتہہ پر نہین رکہتا - میرے اس بیان مین غالبًا کسیکو شک نہو گا اگر کوئی ایسا شخص (جسکی آنکہہ پر تعصب و جہالت کی پٹی بندہی ہوئی ہے) اس سے انکار کریگا تو مین اُن نو مسلم اشخاص کی (جو اسوقت مین

میرے سامنے مسلمان ہوئے اور ابتک وہ تنگدی کی محتاجی سے حیران و پریشان ہورہے ہین) اور اُن کتب و رسایل کی تائید دین اسلام مین تالیف ہوئے ہین پیر روپیہ کے نہ ہونے سے سال ہا سال سے لٹک رہے ہین فہرست دونگا- یہہ لوگ پہلی صدیون مین ہوتے تو دین اسلام مدت کا ختم ہوا ہوتا اسکا اثر ونشان ملک ہند تک کبھی نہ پہنچتا-

اِن ظالمون اور اسلام کے دشمنون کو ان باتون سے توکچہہ اثر ہوگا- بلکہ ادہر بہہ طیش وجوش آئیگا- انکو اپنے خیال کی غلطی تب معلوم ہو جبکہ انکے فتوحات وانذرانے بند ہوجائین- جولوگ کسب تجارت ونوکریان کرکے انکے پیٹ بہرتے اور انکے آگو کہانا روپیہ لادہرتے ہین وہ کسب وتجارت چہوڑ کر انکی طرح ننگ ہو جاوین اور انکے پاس مسجدون اور خانقاہون مین آکر ڈیرے لگا بیٹہین- اور پہر آسمان سے قوم بنی اسرائیل کا سامن وسلوے یا غیب الغیب سے حضرت مریم علیہا الصلوۃ والسلام کیطرح میوجات ورزق نازل نہ ہو توان حضرت کو اپنی غلطی خیال کا پتہ لگے پہر تو یہہ بہی کہین کہ کسب وتجارت ونوکری ملازمت (انگریزی کے ذریعہ سے کیون نہ ہو) حلال ہے اور یہہ عبادت اطاعت کا عین ذریعہ ووسیلہ ہے - خیر ان حضرات سے ہمکو کیا کام وہ مانین خواہ نہ مانین ہم اپنے اور مسلمانون بہائیون کو حق بتاتے ہین اور وہ آیات واحادیث وآثار سناتے ہین جنسے دنیاوی کسب وطلب مال کی ترغیب پائی جاتی ہے - اور فقیر محتاج ہونیکی مذمت نکلتی ہے - **خدا تعالیٰ** نے حضرت **داؤد وسلیمان** کو بادشاہ کیا اور اسکو اپنا فضل فرمایا اور اسپر احسان ظاہر کیا چنانچہ **سورہ نسا** مین ہے کیا یہودیون

ام لہم نصیب من الملک فاذا لا یؤتون الناس نقیرا - الحدیث	کے لئے بادشاہت مین کچہہ حصہ ہے؟ ہو تو لوگون کو کہٹلی کہجور کی سوراخ کے برابر کچہہ نہ دین

الناس علیٰ ما اتٰھم اللہ من فضلہ فقد اتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتینٰھم ملکاً عظیماً	کیا وہ لوگون سے اِس پہ حسد کرتے ہین کہ خدا نے انپر فضل کیا - ہمنے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت دی اور انکو بڑی بادشاہت دی ہے -

یہان آل ابراہیم سے حضرت سلیمان اور حضرت داؤد مراد ہین چنانچہ عامہ مفسرین نے

وشددنا ملکہ واتینٰہ الحکمۃ وفصل الخطاب	تصریح کی ہے اور سورہ **ص** مین حضرت داؤد کے حق مین صریح ہی آگیا ہے کہ ہمنے اسکی بادشاہت کو قوت دی - اور حضرت سلیمان سے نقل کیا ہے
رب اغفرلی وھب لی ملکاً لاینبغی لاحد من بعدی	اے خداوند مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے سوا اور کسیکی نہو -
ولقد اتینا داؤد منا فضلا سبا	اور فرمایا ہمنے داؤد کو اپنی طرف سے فضل (مال اور بادشاہت دی) -

حضرت سلیمان و داؤد کے پاس جس قدر دولت و حشمت و مال اسباب دنیاوی موجود تہا اسکی تفصیل قرآن مین اور اسکی تفسیرون مین ہے اس مقام مین اسکی گنجایش یہان نہین ہے - اور **خدا تعالیٰ** نے عموماً مومنون کو ارشاد فرمایا ہے کہ اگر حج کے دنون اور حج کے

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم (بقرہ ع ۲۵)	موافق مین تجارت کرنا چاہو تو تمپر کوئی گناہ نہین ہے **صحیح بخاری** اور عامہ تفسیرون مین

حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ زمانہ جاہلیت مین عکاظ و مجنہ و ذوالمجاز تجارت کے بازار تہے جب اسلام کا وقت آیا تو مسلمانون نے انمین تجارت کرنی کو گناہ سمجہا جس پر خدا تعالیٰ نے یہہ ارشاد کیا کہ موسم مین بہی ان بازارون مین تجارت کرنیکا کچہہ گناہ نہین -

سورہ **جمعہ** مین ارشاد ہے کہ جب نماز پوری ہو جاوے تو زمین مین پہیر و اور

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ جمعہ ع	خدا کا فضل تلاش کرو - اِس آیۃ مین باتفاق عامہ تفاسیر فضل سے تجارت مراد ہے -

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کسب حلال طلب کرنا بھی بعد فرائض ایک فرض ہے

عن عبد الله قال قال رسول الله طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکہا ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ کسب حلال کی فرضیت فرائض (معمولی) نماز روزہ حج وغیرہ دوسرے درجہ پر ہے - اور کہا کہ یہہ اُس شخص کے لئے ہی کہ اپنے خرچ مین اپنے کسب کا محتاج ہو اسکا خرچ دوسرے کے ذمہ نہو (جیسے بیوی کا خرچ میان پر ہے اور چہوٹے اولاد کا ماں باپ پر)

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کبہی کسینے اپنے ہاتہ کی کمائی سے بہتر کوئی کہانا نہیں کہایا اور اللہ کے نبی داؤد اپنے ہاتہون کی کمائی کہایا کرتے اور آنحضرت نے فرمایا ہے

قال رسول الله ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ - وان نبی الله داؤد کان یاکل من عمل یدیہ - رواہ البخاری)

قال النبی صلعم ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم -

قال رسول الله صلعم ان الله یحب العبد التقی الغنی الخفی او الخفی خا من القوم فی ذکر الغنی فقال رسول الله صلعم لا باس بالغنی لمن اتقی الله عز وجل (رواہ احمد)

کہ جو کچہہ تم کہاتے ہو اسمین سُتہرا اور پاکیزہ وہ کہانا ہے جو اپنی کمائی سے کہاتے ہو - اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی سے ہے (یعنی اُنکا مال بہی تمہارے لئے پاکیزہ اور ستہرا ہے) - اور آنحضرت نے فرمایا ہی خدا اس بندہ کو دوست رکہتا ہے جو پرہیزگار اور مالدار اور لوگون پر شفیق (یا گوشہ نشین) ہو - ایک دفعہ آنحضرت کے اصحاب مالدار ہونیکے باب مین بحث کر رہے تہے تو آنحضرت نے فرمایا خدا سے ڈرے اسکے لئے مالدار ہونے کا کوئی ڈر نہین ہے -

اسی نظر سے آنحضرت صلعم خدا تعالی کی جناب مین غنا اور مال کے لئے دعا مانگی

اور فقیری و ذلت سے پناہ طلب کرتے

اللھم انی اسالک من ما تو تی الناس من المال و الاھل والولد غیر ضال ولا مضل	ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے ای خداوند مین تجھ سے سوال کرتا ہون کہ تو مجھے مال اور اولاد دے جو گمراہ نہ ہوا اور نہ گمراہ کرے ۔
اللھم انی اعوذ بوجھک الکریم و باسمک العظیم من الکفر والفقر	اور ایک دعا مین یہہ فرمایا ہے خدایا مین تیرے بزرگ مونہہ اور تیرے بزرگ نام کے ساتہہ کفر اور فقیری سے پناہ لیتا ہون ۔
اللھم انی اعوذ بک من الکفر والفقر قال رجل ویعدلان قال نعم ۔	ایک دعا مین آپنے کہا ہے اے خداوند مین کفر اور فقیری سے تیری پناہ چاہتا ہون ۔ اسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا کفر

اور فقیری برابر ہین (کہ آپنے دونون سے یکسان پناہ مانگی ہے) آپنے جواب دیا ہان برابر ہین

اقض عنا الدین واغننا عن الفقر ۔	ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے ای خداوند ہمارا قرض ادا کر اور ہمکو فقیری سے غنی کر ۔
اللھم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی ۔	ایک دعا مین آپنے یہہ کہا ہے اے خداوند مین ضعیف ہون مجھے قوت دے ۔ مین ذلیل ہون مجھے تو عزت دے مین فقیر ہون مجھے روزی دے ۔
اللھم اعنی علی دینی بالدنیا وعلی اخرتی بالتقوی	ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے اے خداوند میرے دین پر دنیا کے ساتہہ مدد دے اور آخرت پر تقوی کے ساتہہ مدد دے ۔
اللھم انی اعوذ بک من بطر الغنی و مذلۃ الفقر ۔	ایک دعا مین ہے خدایا مین دولتمندی کے تکبر اور فقیری کی ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہون

یہہ دعائین اکثر کتب صحاح و سنن مین مروی ہین جو لوگ ان کتابون کو نہ دیکہہ سکین وہ ایک چہوٹے سے رسالہ حزب اعظم مین ان دعاؤن کو ملاحظہ کرین ۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت کے اکثر اصحاب اور انکے صحبتین تابعین اور انکے پچھلے ایمہ دین کسب وتجارت کرنے اور مالدار تہے - اور اسی مال کے ذریعہ سے اُنہون نے دینی اور قومی کام کئے -

حضرت عثمانؓ نے اپنی جیب خاص سے جیش العسرۃ (جسمین آنحضرت نے اپنے مخالفون اور دین اسلام سے بیجا مزاحمت کرنیوالون پر آخری چڑہائی کی تہی) تین سو اونٹ معہ اُنکے پالان وغیرہ سامان کے تیار کردئے -

مدینہ شریف مین صرف ایک ہی میٹہا کنوان تہا جسپر ایک یہودی قابض تہا اور وہ عام لوگون کو پانی نہ لینے دیتا - آپنے اسکو پنتیس ہزار درہم (تقریباً ساڑہے آٹہہ ہزار روپیہ) سے خرید کر وقف کردیا -

اسی قسم کے اور صدہا کام صحابہ نے کئے جو سب مالداری کے نتائج تہے -

انمین ایسے لوگ کم تہے جو مالدار ہونے کو پسند نہ کرتے اور ایسے تو بہت ہی کم تہے جو کسب وحرفت کو چہوڑکر آنحضرت کے پاس بیٹہے رہتے -

اصحاب صفہ زہد وتقلل مین بڑے فایق وضرب المثل تہے پر وہ بہی رات کو عبادت کرتے دن کو جنگل سے ایندہن اٹہا کر لایا کرتے -

الحاصل جہانتک ہمکو کتاب وسنت مین نظر ہے اس سے ہمنے یہی دیکہا ہے کہ کسب کرنا اور مالدار ہونا مطلقاً گناہ نہین ہے - خاصکر اس زمانہ مین کہ قناعت وعفت کم ہوگئی ہے بے صبری بڑہ گئی ہے عوام کا تو کیا ذکر ہے خواص (علما) نے قرآن اور دین کو دنیا کی تابع کیا ہوا ہے - جدہر دنیا کا رخ دیکہتے ہین ادہر قرآن کو پہیر دیتے ہین - جس بات کو لوگ (روٹی پیسہ دینے والے) پسند کرتے اُسیکا ثبوت قرآن سے نکال لیتے ہین - کئی ایسے ہین کہ کلیتہً دین اسلام سے خارج ہوکر دین عیسائی یا نیچری پن یا دہریہ پن اختیار کرچکے ہین - اگر انکے پاس دین وقرآن سکہے

† جیسے ابوذر غفاری رض - ‡ جیسے ابوہریرہ رض یا ایک اہل حرفہ کا بہائی جسکی شکایت اُس نے آنحضرت کے پاس کی تہی -

سوائے کوئی اور ہنر وکسب ذریعہ معاش ہوتا اور بلا تردد انکو کہانے کو ملتا تو وہ ان بلاؤن مین کیون مبتلا اور ہلاک ہوتے۔

سفیان ثوری جو ائمہ دین اور زمانہ تابعین مین تھے اپنے زمانہ مین فرماتے ہین کہ پچھلے زمانہ مین مال کو برا سمجھا جاتا تہا (یعنی اُن ہی لوگون مین جو معدودے چند زاہد تھے) آج تو وہ مومن کے لئے (ایمان) ڈہال ہے۔ اگر ہمارے پاس یہہ چند دینار نہوتے تو بادشاہ لوگ ہمکو اپنے ہاتہہ کا رومال بنالیتے (یعنی اپنی خواہشون اور حکمون کے تابع کرلیتے) جسکے پاس مال ہو وہ اسکو سنبہال کر رکھے یہہ وہ زمانہ ہے کہ اگر اسکو مال کی حاجت پڑے تو وہ سب سے پہلے اسکے عوض دین کو خرچ کر ڈالے حلال مال مین اسراف کا احتمال نہین۔

عن سفیان الثوری قال کان المال فیما مضی یکرہ فاما الیوم فھو ترس المؤمن وقال لولا ھذہ الدنانیر لتمندل بنا ھؤلاء الملوک قال ومن کان فی یدہ من ھذہ شئ فلیصلحہ فانہ زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینہ۔ وقال الحلال لا یحتمل السرف (مشکوٰۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ)

ان ہی حضرت کا یہہ قول ہے کہ دُنیا مین زاہد (بے رغبت ہونا) یہہ نہین کہ موٹے کپڑے (گاڑہا کمبل مثلاً) پہن لے اور خشک دبے مزہ روٹی کہائے زاہد ہونا تو یہہ ہے کہ دُنیا پر امید (یا آرزو) کو کوتاہ کرے۔

وعن سفیان قال لیس الزھد فی الدنیا بلبس الغلیظ والخشن واکل الجشب انما الزھد فی الدنیا قصر الامل (شرح السنہ)

ایسا ہی امام مالک سے منقول ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا دُنیا مین زاہد ہونا کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا حلال کمانا اور دنیاوی امیدون کو کوتاہ کرنا۔ **ایسا ہی آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ زہد یہہ نہین کہ حلال

عن زید بن الحسین قال سمعت مالکا وسئل ای شئ الزھد فی الدنیا قال طیب الکسب وقصر الامل۔
عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال الزهادة لیست بتحریم الحلال واضاعة المال ولکن الزهادة فی الدنیا ان لا تکون بما فی یدیك اوثق بما فی یدی الله (ترمذی)	(کسب ولذات) کو حرام کردے اور مال کو ضایع کرے زہد تو یہ کہ تو اپنے ہاتھ کی چیز پر خدا کے ہاتھ کی چیز سے زیادہ بھروسہ نہ کرے ۔

ہان اسمین شک نہین ہے کہ جیسے مال اور کسب کی قران اور حدیث مین ترغیب وفضیلت آئی ہے ویسی بلکہ اس سے دہ چند اسکی ترہیب ومذمت بھی وارد ہے مگر وہ اسی صورت اور اسی حالت مین ہے کہ انسان مال اور کسب مین منہمک ہوکر اپنی اصلی اور اول درجہ کی فرض عبادت وذکر سے (جسکی طرف آیۃ مندرجہ حاشیہ مشعر ہے)

†ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہمنے جنون اور آدمیون کو عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے	غافل ہوجاوے اور لذات دنیاوی اور حظوظ نفسانی مین محو ہوجاوے ۔

اور جو لوگ اس مال اور کسب مین خدا کی رضامندی اور تقرب حاصل کرین اور وہ اپنے کسی کام (بیع وتجارت وغیرہ) مین خدا کی یاد سے غافل نہ ہون جنکے وجود سے دوسری آیۃ

رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله واقام الصلوة ۔ ایسے لوگ ہین جنکو بیع وتجارت خدا کے ذکر سے نہین روکتی ۔	(منقولہ حاشیہ مخبر ہے) وہ اس ترہیب ومذمت سے بری ہین چنانچہ آیات واحادیث

سابقہ کا مفاد ہے اور اسی پر عامہ اہل علم کا اتفاق ہے کیا اچھا کہا جس نے کہا ۔

† اس آیۃ مین صاف ارشاد ہے کہ اصل مقصود پیدایش مخلوقات سے ذکر وعبادت ہے باقی کھانا پینا کسب وتجارت اسی کے وسایل وذرایع ہین کیا اچھا کسی نے کہا ہے ؎

خوردن برای زیستن وذکر کردن است ÷ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

پس جو لوگ یہ سمجھ رہے ہین کہ ہم صرف کھانے پینے اور روٹی کمانیکو پیدا ہوئے ہین اور ان امور مین وہ ایسے منہمک ہین کہ اپنے اصلی فرض عبادت کا نام نہین لیتے وہ سراسر غلطی پر ہین جیسے کہ وہ لوگ غلطی پر ہین جو کسب وتجارت کو ناجایز یا خلاف افضل سمجھکر تارک ہو بیٹھے ہین اگر وہ الا لیعبدون کا یہ مطلب سمجھے ہین کہ بجز عبادت اور کوئی کام کرنا خدا کو مطلوب ومرغوب نہین تو چاہیے کہ وہ نماز وذکر کے سوای کسب وتجارت سے علاوہ اور کام بھی نہ کیا کرین نہ سوئین نہ کھانا کھائین نہ پانی پئین نہ کلام کرین اور اگر وہ ان افعال کو عبادت کی تکملات ووسایل سمجھتے ہین تو ویسے ہی کسب وتجارت کو عبادت کے

ؐ چیست دنیا از خدا غافل شدن ؛ نی قماش و نقرہ و فرزند و زن

اسکی ساتھ ہی ہم یہہ بہی کہتے ہین اور اس پر یقین رکہتے ہین کہ دُنیا مین ایسے (لوگ جو کسب تجارت و مال و دولت مین رہکر خدا کو یاد کرین اور اپنے اصلی فرض کو نہ بہولین) بہت کم ہین چنانچہ فرمان واجب الاذعان خداوندی میرے بندے شکر گذار کم ہوتے ہین" اسکی طرف مشعر ہے۔ اور یہہ امر (دُنیا وی ثروت مین رہکر خدا کو نہ بہولنا) اکثر اشخاص کی نسبت مشکل ہی ہے چنانچہ کسینے کہا ہے ؐ

وَقلیل من عبادی الشکور

بادہ خوردن وہشیار نشستن سہل است ؛ گر بدولت برسی مست نگردی مردی

ولیکن اس قلت و اشکال کالازمہ یہہ نہین ہے کہ کسب تجارت و مال دولت دنیا کو علی الاطلاق حرام سمجھا جاوے اور ہر کسیکو اس سے اجتناب کا حکم دیا جاوے۔ یہہ قلت اور اشکال تو ہر کار خیر (نماز روزہ وغیرہ عبادات) مین موجود ہے۔ بہت نمازی ایسے ہین جو اپنی نماز نیم شبی و دعائے سحری سے (خودپسندی و ریا وغیرہ آفات کے سبب) بجز بیخوابی و تہکان کچھہ فایدہ نہین اٹہاتے۔ بہتیرے روزہ دار ایسے ہین جو اپنے روزہ سے (اسی قسم کے افات کے سبب) بجز بہوک و پیاس کے کچھہ ثواب نہین پاتے یہہ بات آنحضرت کی اس حدیث کا ٹہیک ترجمہ ہے جو حاشیہ مین منقول ہے اور اسی کے موافق کسینے کہا ہے

قال رسول اللہ صلعم کم من صایم لیس له من صیامه الا الظماء وکم من قایم لیس له من قیامه الا السهر (رواہ الدارمی)

ؐ کلید در دوزخ است آن نماز
کہ در چشم مردم گذارند دراز

حالانکہ اس نظر سے مطلق نماز پڑہنی اور روزہ رکہنے سے کسیکو منع نہین کیا جاتا۔ ایسا ہی کسب تجارت و تحصیل مال دولت سے علی الاطلاق کسیکو منع نہین کیا جاسکتا

اور اس باب میں بلکہ ہر ایک امر محتمل خیر و شر مین اسی تفصیل کا جو شرع مین اسکی نسبت وارد ہے علماء پر بیان کرنا واجبات سے ہے اور اس سے کسی دنیاوی امر ممنوع ۔
چنانچہ اسی قانون کے موافق اس مقام مین ترغیب و ترہیب و مدحت مذمت دُنیا کے باب مین عمل ہوا ہے ۔

اَب مین اِس واعظانہ بحث کو جو بلا اختیار بنظر ہدایت و نصیحت اخوان مسلمین (خصوصاً حضرات موحدین صوفیاء و محدثین) طول ہو گئی ہے ختم کرتا ہون اور اسکے پڑہنے والون سے امید کرتا ہون کہ اس مضمون کو دیکھکر دُنیاوی فنون و علوم (انگریزی فارسی وغیرہ) سیکھنے و پڑہنے اور اُن کے ذریعہ سے دنیاوی عزت حاصل کرنیکو مطلقاً اور بہرحال ممنوع نہ سمجھین گے ۔ اور انجمن ہمدردی کے ان جوابات کو جنمین انگریزی پڑہنی کی ترغیب دلائی گئی ہے مخالف اسلام نہ جانینگے بلکہ سراسر حمایت و نصرت اہل سلام پر مبنی خیال کرینگے ۔

اور بعض **جوابات** شاید ایسے بہی ہون جنمین ناظرین کو کوئی دینی و دنیاوی فایدہ اہل اسلام نظر نہ آوے ۔ اسمین اور نہین تو اتنا ہی فایدہ سمجہ لین کا پنے مطلب کی مفید بات کوئی تب ہی کہہ سکتا ہے جب دوسرے کی مطلب کی بہی کہے اور اس بات کے سبب وہ مخاطب کی نظر مین وقعت و وجاہت پیدا کرے ۔ سرکار نے جس بات کو مفید مطلب سمجھکر انجمن ہمدردی کی رائے لی انجمن نے اسمین جو صحیح و قوی و راجح بات سمجہی اسکے موافق رائے دی اور اپنی رای کی وقعت و اصابت کمیشن پر ظاہر کی ۔ اس کے ذریعہ سے انجمن کو اُن باتون کے کہنے کی بہی گنجایش ہوئی جو اسلام و اہل اسلام کے مفید مطلب تہین ۔ اگر انجمن اُن باتون (مفید مطلب سرکار) کی نسبت کچہہ رائے ظاہر نہ کرتے تو اسکے خاص خود غرضی کی باتین وہان کب سُنی جاتین ۔

اِس بیان سے ثابت ہوا کہ جو کچھہ انجمن ہمدردی نے اپنے جواب مین کہا ہے وہ فایدہ سے خالی نہین ہے-

اخیر مین یہہ بات کہنا چاہتا ہون کہ ان جوابات کو رسالہ **اشاعۃ السنہ** مین نقل کرنیسے کیا غرض ہے اور انکو اشاعۃ السنہ سے کیا تعلق ہے-

اشاعۃ السنہ سے انکا **تعلق** ومناسبت یہہ ہے کہ ان جوابات مین اسلام و اہل اسلام کی خیرخواہی پائی جاتی ہے (جسکا ثبوت وبیان بتفصیل ہوچکا ہے) اور خیرخواہی اسلام بلکہ کافہ انام سب سے پہلے اور بڑی ہماری سنت پیغمبر علیہ السلام ہے جسکی اشاعت اس رسالہ کا اصلی کام ہے-

اور ان کے بیان ونقل سے اِس رسالہ مین یہہ **اغراض** ہین-

اول (جو بڑی ہماری غرض ہے) اہل اسلام کی ہدایت ونصیحت ہے کہ ان جوابات کے فواید ومقاصد سے واقف ہوکر انکو دستور العمل بناوین- اپنے خیالات سے وساوس مانع ترقی قومی نکالکر رفعت واعزاز قومی کے وسایل واسباب بہم پہنچاوین- اعلی تعلیم علوم دنیاوی کی حاصل کرین- اور اسکے ذریعہ سے اعلی منصب ودرجات پاوین-

اور منجملہ ان جوابات کے جس جواب کی تائید ہوسکے کرین- اسکی مویدمیموریل وعرضداشتین قومی اتفاق کے ساتھہ تیار کرکے ہمیشہ گورنمنٹ مین پیش کیاکرین اور جبتک کمیشن تعلیم قایم رہے اسمین اسی قسم کی تحریرات براہ راست وبذریعہ اخبارات بہیجتے رہین-

دوسری غرض انجمن ہمدردی کی حمایت اور اسکے حاسدون یا اسکی اغراض سے ناواقفون کے مطاعن سے اسکی برات اور اسکی آیندہ کارروائیون کی تائید وتقویت ہے-

بعض ناواقف یا حاسد کہتے ہین کہ اس انجمن کا نام تو انجمن ہمدردی اسلامی ہے مگر آجتک
اس نے ہمدردی اسلام کا کوئی کام نہین کیا -
یہہ کیا ہمدردی اسلام ہے کہ ایک مڈل سکول (جسمین اوسط درجہ کی انگریزی پڑہائی
جاتی ہے) انجمن نے قایم کرنا چاہا ہے یا کمیشن تعلیم مین ایک میموریل بہیجدیا
یا اسکے سوالات کا جواب دیدیا"
ان جوابات نے یہہ ثابت کر دکہایا ہے کہ یہہ سبہی کام حمایت اسلام و ہمدردی اہل اسلام
کے کام ہین جس سے امید ہے کہ خیرخواہان اسلام و اہل اسلام ان طاعنون کی باتین
نہ سنین گے - اور ان کامون مین انجمن ہمدردی کو پوری مدد دینگے - خصوصًا
مڈل سکول قایم کرنیمین جسکی اشتہار و کیفیت کارروائی سابق کو ہم آیندہ شایع کرینگے
تیسری غرض ناظرین اشاعۃ السنہ اور ممبران انجمن ہمدردی کا رفع انتظار ہے
اس امر کا ہے کہ اس اثنا مین انجمن نے کیا کام کیا - اور کمیشن تعلیم کے سوالات
کا کیا جواب دیا - بہت لوگون نے بذریعہ خطوط ہمسے یہہ کیفیت پوچہی ہے - اسلئے
ان سب کے رفع انتظار کے لئے اس رسالہ مین ان جوابات کا شایع کرنا مناسب سمجہا ہے -
ریمارک ختم ہوا - اب **اصل جوابات** کو مع **سوالات** ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے -
سوال نمبر ا براہ مہربانی یہہ بیان کیجیے کہ آپ کو تعلیم کی بابت رائے قایم کرنیکا کیا موقع ملا ہے
اور آپ نے ملک کے کون سے حصہ مین تجربہ حاصل کیا ہے
جواب نمبر ا - اس انجمن کے کئی ممبرون کو سرشتہ تعلیم سے تعلق رہا ہے اور کئی ممبر و نکو
خود تعلیم و تعلم مین ایک زمانہ گذرا ہے اور اکثر حصون ممالک مغرب و شمال و ممالک متوسط
و پنجاب وغیرہ کی سیر و سیاحت کا بتقریب تعلیم و تعلم اتفاق ہوا ہے اور اکثر ممبرون کو سرکاری
نقشجات اور رپوٹون کے دیکہنے کا بہی اتفاق رہتا ہے -
ان وسایل سے انجمن کو اکثر حصص ملک ہند کی تعلیم کی بابت رائے دینے کا موقع ملا ہے اور

خاصکر پنجاب کی حالت تعلیم کی نسبت رای دینے کا زیادہ تر موقع ہے -

سوال ۲ - کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اس حصہ ملک میں جہان اپنے تجربہ حاصل کیا ہے ابتدائی تعلیم اچھی اور مفید بنا (رکھی گئی ہے) پر مبنی ہے اور اس حد تک جہانتک کہ سوسائٹی کے لئے ضروری ہے ترقی کر سکتی ہے یا نہیں ؟ کیا آپ طریقہ انتظام یا طریقہ تعلیم کی بابت بھی کوئی ایما رپیش کر سکتے ہیں ؟ -

جواب ۲ - اس انجمن کی رائے میں ابتدائی تعلیم کی بنا اکثر حصص ملک ہند خصوصاً پنجاب میں عمدہ اصول پر نہین ہے - اور اس سے اس ترقی کا حصول (جو پرائمری تعلیم (ابتدائی) سے ہونا چاہئے) سوسائٹی کے لئے متوقع نہین ہے اسکی طریق تعلیم و طریق انتظام دونوں مین نقص ہے -

طریق تعلیم کا نقص بوجوہ ذیل معروض ہے -

جو مضامین پرائمری سکولون مین پانچ سال کے لئے مجوز و مقرر ہیں - انمین اس ضرورت منفعت کا (جو ابتدائی تعلیم سے مدنظر ہے اور ہونی چاہئے) لحاظ نہین کیا گیا پرائمری تعلیم سے صرف اُن علوم سے (جو انمین پڑہائے جاتے ہین) اپنے کاروبار پیش آمدہ روزمرہ مین وہم نقد فایدہ اٹھانا مدنظر ہوتا ہے نہ ایلیمنٹری سکولون کیطرح وسطی یا اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے واسطے تیار رہنا - اور یہہ فایدہ اکثر اُن علوم سے (جیسے کہ پہلے بیان ہوا) جو بالفعل پرائمری سکولون مین پڑہائے جاتے ہین حاصل نہین ہے - جغرافیہ پنجاب و ہندوستان لوئر پرائمری کی تیسری (ادنیٰ) جماعت میں اور تواریخ و اعلیٰ درجہ کا حساب اپر پرائمری (اعلیٰ) کی دونوں جماعتوں مین اکثر متعلمین کو کسی نوع کا فایدہ نہین دیتا ان علوم کا فایدہ حکام ملک اور اعلیٰ درجہ کے تاجرون کے لئے مخصوص ہے - اور اگر اس سلسلہ تعلیم سے جو پرائمری (دیہی) سکولون میں مروج ہے صرف اردو فارسی لٹریچر اور حساب اربعہ متناسبہ تک اور پیمائش مسطح پر اکتفا کیا جاوے اور بجاے تواریخ و جغرافیہ و اعلیٰ درجہ کے حساب کے عام فہم اصول کاشتکاری (زراعت پیمایش) - علم کیمیا